Open Access
Al-Marjān Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

The Role of Dialogue, Mosques, and Religious Scholars in Promoting Inter-Sectarian Harmony and Tolerance: An Analytical Study

بین المسالک ہم آہنگی ورواداری کے فروغ میں مکالمہ، مساجد اور علماء کا مؤثر کردار: تجزیاتی مطالعہ

Authors Details

1. **Muhammad Bilal**
   MS Islamic Studies, KFUEIT, Rahim Yar Khan, Pakistan.
2. **Dr. Muhammad Shahid Habib** *(Corresponding Author)*
   Assistant Professor, KFUEIT, Rahim Yar Khan, Pakistan.
   Email: **shahid.habib@kfueit.edu.pk**
3. **Dr. Syed Hamid Farooq Bukhari**
   Head, Department of Islamic Studies, University of Gujrat, Pakistan.

Citation

Bilal, Muhammad, Dr. Muhammad Shahid Habib, and Dr. Syed Hamid Farooq Bukhari. " The Role of Dialogue, Mosques, and Religious Scholars in Promoting Inter-Sectarian Harmony and Tolerance: An Analytical Study." *Al-Marjān Research Journal*, 2, no.3, Oct-Dec (2024): 543– 554.

Submission Timeline

Received: Oct 02, 2024
Revised: Oct 21, 2024
Accepted: Nov 10, 2024
Published Online: Nov 26, 2024

Article QR

Publication, Copyright & Licensing

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.
All Rights Reserved © 2023.
This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

The Role of Dialogue, Mosques, and Religious Scholars in Promoting Inter-Sectarian Harmony and Tolerance: An Analytical Study

بین المسالک ہم آہنگی ورواداری کے فروغ میں مکالمہ، مساجد اور علماء کا مؤثر کردار: تجزیاتی مطالعہ

☆ محمد بلال　　☆ ڈاکٹر محمد شاہد حبیب　　☆ ڈاکٹر سید حمید فاروق بخاری

Abstract

Inter-sectarian harmony and tolerance are essential for building peaceful and inclusive societies, especially in multi-sectarian countries like Pakistan. Islam, being a universal religion, promotes unity among its followers and condemns all forms of sectarian hatred and division. This research article explores the role of constructive dialogue, mosques, and religious scholars in fostering inter-sectarian harmony. Dialogue (mukālima) serves as a bridge between different sects by promoting understanding, respect, and shared values among them. It is an effective tool to reduce misconceptions and prevent sectarian conflict .Mosques, being central religious institutions, have the potential to play a pivotal role in promoting tolerance through Friday sermons, educational sessions, and community engagement. Similarly, religious scholars (ʿulamāʾ) possess intellectual and moral influence over their communities. When committed to the principles of mutual respect and unity, they can guide their followers towards peaceful coexistence and discourage sectarian violence.This paper emphasizes that the promotion of inter-sectarian harmony is not only a social responsibility but also a religious obligation. The Qur'an and Sunnah call for the unity of the Ummah and prohibit division. The study concludes that institutional support for inter-sectarian dialogue and reforms in religious education can significantly contribute to sustainable peace and national solidarity. For lasting results, both governmental and non-governmental organizations, in collaboration with religious institutions, must prioritize structured dialogue, tolerance-oriented preaching, and inclusive narratives.

Keywords: Inter-sectarian Harmony, Tolerance, Dialogue, Mosques, Religious Scholars

تعارف موضوع

بین المسالک ہم آہنگی اور رواداری ایک ایسا سماجی و دینی تقاضا ہے جو معاشرے میں امن، اتفاق، اور باہمی احترام کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ اسلامی تعلیمات ہمیں وحدت، اُخوت اور عدل و انصاف کا درس دیتی ہیں اور فرقہ واریت، تعصب اور نفرت کو سختی سے منع کرتی ہیں۔ پاکستان جیسے کثیر المسالک ملک میں یہ ضرورت اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ مختلف مکاتب فکر کے درمیان ہم آہنگی اور رواداری کو فروغ دیا جائے تاکہ قومی یکجہتی اور

☆ ایم ایس اسلامیات، خواجہ فرید یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، رحیم یار خان، پاکستان۔
☆ اسسٹنٹ پروفیسر، خواجہ فرید یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، رحیم یار خان، پاکستان۔
☆ صدر، شعبۂ اسلامیات، یونیورسٹی آف گوجرات، پاکستان۔

امن کو یقینی بنایا جا سکے۔ اس مقصد کے لیے "مکالمہ "یعنی بین المسالک گفتگو ایک مؤثر ذریعہ ہے جو باہمی فہم، احترام، اور مشترکہ اقدار کے فروغ میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ اسی طرح مساجد اور علمائے کرام معاشرے میں نہ صرف دینی رہنمائی کرتے ہیں بلکہ ان کے ذریعے عوامی ذہن سازی بھی ممکن ہوتی ہے۔ جب علماء اعتدال، احترام اور وحدت کا پیغام دیں تو فرقہ وارانہ کشیدگی کو ختم کیا جا سکتا ہے۔ یہ مضمون اس اہم موضوع کا تجزیاتی مطالعہ پیش کرتا ہے اور یہ ثابت کرتا ہے کہ مکالمہ، مساجد اور علماء کا ہم آہنگی کے فروغ میں کردار کتنا ضروری اور مؤثر ہو سکتا ہے۔

مبحث اول: بین المسالک ہم آہنگی، رواداری اور مکالمے کی ضرورت واہمیت

1. بین المسالک ہم آہنگی ورواداری کا مفہوم

'مختلف نظریات کا ملاپ' رواداری کا تصور ہے۔ ہم آہنگی کا مطلب ہے معاف کرنا اور معاف کرنا، 'رواداری' کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں دوسروں پر اس طرح تنقید نہیں کرنی چاہیے جس سے ان کے جذبات کو ٹھیس پہنچے، اور ان کے عقائد سے ناراض نہ ہوں۔ اسے روکنے کے لیے طاقت کا استعمال نہ کریں۔ مختلف نظریاتی جماعتوں میں امن وامان باقی رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ لوگوں کو عقیدہ وعمل کی آزادی دی جائے۔ لیکن اگر ہم، اپنے آپ پر یقین کیے بغیر، صرف دوسرے لوگوں کے مختلف عقائد کی تصدیق کرتے ہیں، چاہے اس کا مطلب انہیں خوش کرنا ہے، اور ان لوگوں سے جو مختلف اصولوں کی پیروی کرتے ہیں، خواہ وہ ایک ضابطہ اخلاق پر عمل کریں، 'تم ٹھیک ہو؟' یہ کہنا کہ آپ کسی چیز کو برداشت کرتے ہیں اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ اس کی حمایت کرتے ہیں۔ مصلحت کے لیے خاموشی اختیار کرنے اور جان بوجھ کر جھوٹ بولنے میں کچھ فرق ہونا چاہیے اسلام ہمیں حقیقی رواداری کا درس دیتا ہے۔ اور اس بات کی دعوت دیتا ہے کہ انہیں حق کی طرف دعوت دی جائے، اگر وہ اس دعوتِ حق کی پیروی نہ کریں تو تمہاری راہ ان سے الگ ہو گی:

"قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝۱ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝۲ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝۳ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝۴ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝۵ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝"[1]

"اے محمد ﷺ! ان سے کہہ دو کہ 'اے کافرو! نہ میں ان معبودوں کو پوجتا ہوں جن کو تم پوجتے ہو اور نہ تم اس معبود کو پوجنے والے ہو جس کو میں پوجتا ہوں۔ اور آئندہ بھی نہ میں ان معبودوں کو پوجنے والا ہوں جن کو تم نے پوجا ہے اور نہ تم اس معبود کو پوجنے والے ہو جس کو میں پوجتا ہوں۔ تمھارے لیے تمھارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین"۔

یہ وہ رواداری ہے جسے کوئی نیک، سچا اور سمجھدار اپنا سکتا ہے۔ جہاں تک سچ کو جانتے ہوئے سچ نہ کہنا، یا جھوٹ کو سچ جانتے ہوئے اسے جھوٹ کہنا، تو یہ ایک سچے انسان کا کام نہیں ہو سکتا، اور خاص طور پر لوگوں کو خوش کرنے کے لیے ایسا کرنا انتہائی مکروہ قسم ہے۔ چاپلوسی یہ نہ صرف اخلاقی طور پر تنزلی بلکہ غیر موثر بھی ہے۔ "رواداری" کا مطلب یہ ہے کہ ہم ان لوگوں کے بارے میں ایک منصفانہ، پھر بھی پختہ، رویہ رکھنے کے قابل ہیں جن کے عقائد یا اعمال ہماری نظر میں غلط ہیں، ہم ان پر اس طرح تنقید نہیں کرتے جس سے انہیں تکلیف پہنچے، چاہے ان کے جذبات کو کوئی فرق نہیں پڑتا، اور ہم ایسا نہیں کرتے۔ انہیں یقین کرنے سے روکنے یا ایسا کرنے سے روکنے کے لیے زبردستی کا سہارا لینا۔

[1] Al-Kāfirūn, 109.

2. مکالمہ کا مفہوم

لفظ "مکالمہ" کا لفظی معنی ہے مکالمہ، گفتگو، یا بحث۔ تھیٹر کے ڈراموں میں کرداروں کے درمیان ہونے والے مکالمے کو "مکالمہ" کہا جاتا ہے لیکن ہمارے ملک میں لوگ "مکالمہ" کو معنی خیز جملے کے طور پر لیتے ہیں۔ تاہم اس بات سے انکار نہیں کہ مکالمے کی زندگی میں مکالمے کی بہت اہمیت ہے اور ایک اچھا مکالمہ انسان کی زندگی بدل سکتا ہے۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ مکالمہ حقیقت پر مبنی ہونا چاہیے۔ ایسے جملے منتخب کریں جو عقلیت کے معیار پر پورا اترتے ہوں اور وقت آنے پر آپ اسے پورا کر سکتے ہیں۔ انتہائی طاقتور، یا متحرک مکالمے یہ ظاہر کر سکتے ہیں کہ آپ کے جذبات کتنے شدید ہیں، لیکن عملی طور پر ان کا الفاظ میں ترجمہ کرنا ممکن ہے۔

مکالمے کی بھی مختلف قسمیں ہیں اور ہر قسم جگہ، وقت اور حالات کے مطابق مختلف ہوتی ہے۔ کچھ لوگوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان میں عزم، ہمت کی کمی یا کسی اور کی ہمت کو پست کرنا ہوتا ہے۔ مکالمہ کسی شخص کی طاقت اور وہ کیا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اسے کمزور یا مضبوط کر سکتا ہے۔ مکالمے کا استعمال جذبات کو ابھارنے کے لیے بھی کیا جاتا ہے۔ حساس اور نازک مزاج لوگ مکالمے سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ چونکہ اچھائی اور برائی کا چولی دامن کا ساتھ ہے اس لیے مکالمے کے بھی مثبت اور منفی دونوں پہلو ہوتے ہیں۔ مثبت بات چیت کے ساتھ، آپ کسی ایسے شخص میں ایک نئی امید، حوصلہ اور جوش پیدا کر سکتے ہیں جو بیمار، تھکا ہوا اور اداس ہے۔ منفی گفتگو سے آپ کسی کے دل میں غصہ، ناراضگی اور نفرت پیدا کر سکتے ہیں۔

اگر ہم تاریخ کا مطالعہ کریں تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ انسانی معاشرہ مختلف مذاہب اور فرقوں کی وجہ سے کبھی امن و امان قائم نہیں رکھ سکا، کیونکہ ہر گروہ نے اپنے اپنے دعوے کے مطابق اپنی سچائی اور حق کو اپنے ساتھ لے رکھا ہے۔ جارحانہ موقف اختیار کرنے کی وجہ سے جس کا منطقی نتیجہ اپوزیشن کو غلط ثابت کرنا تھا، جس سے تاریخ کا چہرہ سیاہ ہو گیا اور اس کی وجہ وہ انتہا پسندانہ تعلیمات اور تعصب تھا جو ہر مذہب کے رہنماؤں نے دوسرے مذاہب کے خلاف اپنایا۔ عام دہشت گردی پھیلانا۔ اسلام پر امن اور محفوظ رہنے کا بہترین طریقہ ہے۔ یہ فطری بات ہے کہ لوگوں کے مختلف عقائد ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

"وَلَوْ شَاء رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلاَ يَزَالُونَ مُخْتَلِفِيْنَ إِلاَّ مَن رَّحِمَ رَبُّكَ وَلِذَلِكَ خَلَقَهُمْ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لأَمْلأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ"[2]

"بے شک تیرا رب اگر چاہتا تو تمام انسانوں کو ایک گروہ بنا سکتا تھا، مگر اب تو وہ مختلف طریقوں پر ہی چلتے رہیں گے اور بے راہ رویوں سے صرف وہ لوگ بچیں گے جن پر تیرے رب کی رحمت ہے۔ اسی آزادی انتخاب و اختیار کے لئے ہی تو اس نے انہیں پیدا کیا تھا اور تیرے رب کی وہ بات پوری ہو گئی جو اس نے کہی تھی کہ میں جہنم کو جن اور انسان سب سے بھر دوں گا۔"

نیز اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مخاطب فرما کر یوں تسلی دی ہے:

"وَمَا أَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ"[3]

---

[2] Hūd, 11:118–119.

[3] Yūsuf, 12:103.

"گو آپ لاکھ چاہیں لیکن اکثر لوگ ایمان والے نہ ہوں گے۔"

اس آیت مبارکہ سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ ہدایت دینا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے، اس بارے میں دوسری جگہ مزید وضاحت سے ارشاد فرمایا:"لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَد تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ"[4]"دین کے بارے میں کوئی زور زبردستی نہیں ہدایت ضلالت سے روشن ہو چکی ہے"۔ اس بات کو ایک اور جگہ ایک اور انداز سے یوں بیان کیا گیا:

"وَلَوْ شَاء رَبُّكَ لآمَنَ مَن فِي الأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعاً أَفَأَنتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّى يَكُونُواْ مُؤْمِنِيْنَ"[5]

"اگر تیرے رب کی مشیتیہ ہوتی (کہ زمین میں سب مومن وفرمانبردار ہی ہوں) تو سارے اہل زمین ایمان لے آئے ہوتے۔ پھر کیا تو لوگوں کو مجبور کرے گا کہ وہ مومن ہو جائیں" ؟

اسی حکم کے پیشِ نظر مسلمانوں نے دوسرے مذہب سے تعلق رکھنے والوں سے تعلقات کو جزیہ ادا کرنے کی شرط کے ساتھ قائم کیا ہے، اس کے بدلے میں انہیں قانون کا تحفظ حاصل تھا۔ وہ اپنی مذہبی رسومات اور عبادت گاہوں میں مداخلت نہیں کرتے تھے۔ اسلام نے غیر مسلموں کو شراب پینے کی اجازت دی۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کے ساتھ تعلقات قائم کرنا ہی مکالمہ کی اصل بنیاد ہے، کیونکہ دعوت اسلامی کا رابطہ اسی صورت میں ممکن ہے جب تعلقات قائم رہیں۔

3. مکالمہ کی ضرورت

سیرت رسول ﷺ کی تعلیمات سے بات مترشح ہوتی ہے کہ جب بھی آپ ﷺ کو جنگ اور امن میں سے کسی ایک طرف مائل ہونا پڑتا تو آپ امن کو ہی ترجیح دیتے تھے اور ان شرائط پر بھی امن کو قبول کیا جو بظاہر واضح نظر آتی ہیں۔ مسلمانوں کی پسپائی کا تاثر۔ اس نے جنگ پر امن کو ترجیح دی۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جب مسلمانوں اور قریش کی آپس میں ملاقات ہوئی، جو زیادہ تر فتح مکہ سے پہلے دو سال میں تھی، زیادہ لوگ مسلمان ہوئے۔ امام زوری فرماتے ہیں

"فما فتح فی الاسلام فتح قبله كان اعظم منه،انما كان القتال حيث التقى الناس ،فلما كانت الهدنة ،ووضعت الحرب وآمن الناس بعضهم بعضا ،التقوا فتفاوضوا فی الحدیث المنازعة، فلم يكلم احد بالاسلام يعقل شيئا الادخل فيه، ولقد دخل فی تینک السنتين مثل من كان فی الاسلام قبل"

"صلح حدیبیہ سے پہلے اسلام کی کوئی بڑی فتح نہیں تھی۔ جب امن تھا، لوگوں نے لڑائی بند کر دی اور ساتھ رہنے کی اپنی صلاحیت پر زیادہ اعتماد ہو گیا۔ کوئی ایسا نہیں تھا جو اسلام کی بات کرتا ہو اور اسے قبول نہ کرتا ہو۔ شروع سے اب تک بہت سے لوگ مسلمان ہو چکے ہیں۔ پچھلے دو سالوں میں زیادہ سے زیادہ لوگ مسلمان ہوئے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ جس طرح سے ہم حدیبیہ کے امن معاہدے کو اسلام کی امن پسندی کی دلیل کے طور پر دیکھتے ہیں، اس عظیم تاریخی واقعہ کی حیثیت محض ایک منفی سمجھوتہ ہے۔ تاہم کوئی بھی تاریخی واقعہ ایک ساتھ نہیں ہوتا بلکہ اس کا مکمل پس منظر ہوتا ہے"۔

---

[4] Al-Baqara, 2:256.

[5] Yūnus, 10:99.

اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ حدیبیہ کے امن معاہدے کو اسلام کی امن پسندی کی دلیل کے طور پر بیان کرنے کا طریقہ محض ایک منفی سمجھوتہ ہے۔ تاہم، کوئی بھی تاریخی واقعہ ایک ساتھ مکمل نہیں ہوتا، بلکہ اس کی ایک مکمل تاریخ ہوتی ہے۔ اس تناظر میں خود قریش کو مسلمانوں سے زیادہ امن معاہدے کی ضرورت تھی۔ جب رضوان نے بیعت کرلی اور مسلمان جنگ کے لیے تیار ہوگئے تو قریش نے صلح کرلی تاکہ صلح کا موقع ضائع نہ ہو۔ اسلام میں دعوت حقیقی ہے اور جہاد ضروری ہے اور اگر جہاد کی اجازت ہے تو جہاد صرف اسلامی تہذیب اور اس کے استحکام کے دفاع کے لیے ہے، اس لیے بین المذاہب مکالمے کی ضرورت اور ایک سچے مبلغ کی حیثیت سے ہمارے لیے اس کی اہمیت کو تسلیم کرنا بنیادی بات ہے۔ ضرورت دین اسلام سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ باہمی مکالمہ کی فضا، امن وامان اسلام کی ضرورت ہے۔

"ہُوَ الَّذِیْ أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْہُدَی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْہِرَهُ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهِ وَلَوْ کَرِهَ الْمُشْرِکُونَ"[6]

"وہ اللہ وہی تو ہے جس نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ وہ اسے تمام ادیان پر غالب کردے خواہ مشرکوں کو کیسا ہی ناگوار ہو۔"

اس آیت کریمہ کی تشریح و توضیح میں اکثر مفسرین نے لکھا ہے کہ تمام مذاہب پر اسلام کا غلبہ عقل کے اعتبار سے مطلق ہے اور یہ کسی زمان و مکان کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ مادی غلبہ اہل بیت کی استعداد اور صلاحیت پر مشروط ہے۔ اسلام کیونکہ صرف ایک ہی چیز جو آخر کار آزادانہ بحث ومباحثہ میں رہے گی وہ سچ ہے جبکہ اسلام کے سوا کسی کی بھی پوری اور بے عیب سچائی نہیں ہے، اسلام میں کافریت کو شکست دینے کے لیے دلائل اور شواہد کی کمی نہیں ہے اور یہی ہمارے پاس مذاکرات کا سب سے بڑا ہتھیار ہے۔ ٹیبل . . مکالمہ کی اہمیت: اس دور میں بین المذاہب مکالمہ کی ضرورت اور اہمیت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے۔ دعوتی انداز اس شخص کو بنانے کا ایک طریقہ ہے جس سے آپ خطاب کر رہے ہیں زیادہ گہرائی اور سنجیدگی سے سوچتے ہیں۔ ایک ایسا انداز جس میں بولنے والا اور سننے والا براہ راست بات چیت کرتے ہیں، جہاں بولنے والا بالکل واضح ہو اور سننے والے کو کوئی الجھن نہ ہو۔ مجھے افسوس ہے، میں آپ کی پیشکش قبول نہیں کر سکتا۔

مبحث دوم: بین المسالک ہم آہنگی ورواداری کے فروغ میں مساجد کا مؤثر کردار

مساجد اسلامی معاشرے کا مرکزی ستون ہیں، جو نہ صرف عبادت کی جگہ ہیں بلکہ سماجی، تعلیمی، اور سیاسی سرگرمیوں کا مرکز بھی ہیں۔ بین المسالک ہم آہنگی اور رواداری کے فروغ میں مساجد کا کردار غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے، کیونکہ یہ وہ مقامات ہیں جہاں مختلف مسالک سے تعلق رکھنے والے افراد ایک ہی صف میں کھڑے ہو کر اللہ کی عبادت کرتے ہیں، جو اتحاد اور مساوات کا عملی مظاہرہ ہے۔ ذیل میں مساجد کے اس کردار کے اہم پہلوؤں پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے:

1. عبادت کے ذریعے اتحاد

مساجد میں باجماعت نماز کی ادائیگی مختلف مسالک کے افراد کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرتی ہے۔ یہاں امیر و غریب، شیعہ و سنی، یا کسی بھی مسلک سے تعلق رکھنے والے افراد ایک ہی صف میں کھڑے ہوتے ہیں، جو فرقہ وارانہ تفریق کو ختم کرکے اتحاد کو فروغ دیتا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا [7]

یعنی مساجد صرف اللہ کے لیے ہیں، اور یہاں کسی دوسرے کو نہیں پکارا جاتا۔ یہ آیت تمام مسالک کے لیے یکساں طور پر اتحاد کی دعوت دیتی ہے۔

[6] Al-Tawba, 9:9.

[7] Al-Jinn 72:18

2. مکالمہ اور گفت وشنید کا پلیٹ فارم

مساجد کو بین المسالک مکالمے کے لیے ایک مؤثر پلیٹ فارم کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے۔ مختلف مسالک کے علماء کو مدعو کر کے مشترکہ مسائل پر مذاکرے، خطبات، اور ورکشاپس منعقد کیے جاسکتے ہیں۔ یہ سرگرمیاں باہمی افہام وتفہیم کو بڑھاتی ہیں اور مسلکی اختلافات کو کم کرنے میں مدد دیتی ہیں۔ مثال کے طور پر:

جمعہ کے خطبات: جمعہ کے خطبات میں اتحاد، رواداری، اور بھائی چارے کے موضوعات پر زور دیا جاسکتا ہے۔[8]

مشترکہ پروگرامز: عیدین، محرم، یا دیگر دینی مواقع پر مشترکہ تقریبات کا اہتمام کیا جاسکتا ہے، جہاں مختلف مسالک کے افراد مل کر شرکت کریں۔[9]

3. سماجی ہم آہنگی کا فروغ

مساجد میں لوگ ایک دوسرے سے ملاقات کرتے، سلام کرتے، اور ایک دوسرے کی ضروریات سے آگاہ ہوتے ہیں۔ یہ عمل باہمی محبت، ہمدردی، اور رواداری کو فروغ دیتا ہے۔ مسجد نبوی کے دور میں، حضور اکرم ﷺ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان اخوت کا رشتہ قائم کیا، جو مختلف گروہوں کے درمیان اتحاد کی ایک عظیم مثال ہے۔[10]

آج بھی مساجد اسی طرح مختلف مسالک کے افراد کو ایک دوسرے کے قریب لاسکتی ہیں۔

4. تعلیمی سرگرمیوں کے ذریعے رواداری

مساجد کو تعلیمی مراکز کے طور پر استعمال کر کے مختلف مسالک کی تعلیمات سے آگاہی دی جاسکتی ہے۔ دینی و دنیاوی علوم کے پروگرامز کے ذریعے لوگوں کو دوسرے مسالک کے عقائد اور نظریات کو سمجھنے کا موقع ملتا ہے، جو تعصبات کو کم کرتا ہے۔ مثال کے طور پر:

دینی لیکچرز: مختلف مسالک کے علماء کے لیکچرز کا اہتمام کیا جاسکتا ہے، جہاں وہ اپنے مسلک کے بنیادی عقائد بیان کریں۔[11]

کتابیں اور مواد: مساجد میں مختلف مسالک سے متعلق کتب اور تعلیمی مواد رکھا جاسکتا ہے تاکہ لوگ ان کا مطالعہ کر سکیں۔[12]

5. سماجی مسائل کے حل میں تعاون

مساجد معاشرتی مسائل، جیسے کہ غربت، تعلیمی پسماندگی، اور صحت کے مسائل، کے حل کے لیے مشترکہ پلیٹ فارم فراہم کر سکتی ہیں۔ جب مختلف مسالک کے افراد مل کر ان مسائل پر کام کرتے ہیں، تو یہ عمل ان کے درمیان باہمی اعتماد اور رواداری کو بڑھاتا ہے۔ مثال کے طور پر:

زکوٰۃ اور خیرات کے فنڈز: مساجد میں زکوٰۃ اور صدقات کے فنڈز قائم کیے جاسکتے ہیں، جن سے تمام مسالک کے ضرورت مند افراد مستفید ہو سکیں۔[13]

---

[8] Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʻīl. *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*. Cairo: Dār al-Shaʻb, 1400 AH, 1:434.

[9] Al-Tirmidhī, Abū ʻĪsā Muḥammad. *Jāmiʻ Tirmidhī*. Beirut: Dār al-Kutub al-ʻIlmīyah, 1419 AH, 2:123.

[10] Ibn Hishām, ʻAbd al-Malik. *As-Sīrah an-Nabawiyyah*. Beirut: Dār al-Jīl, 1411 AH, 2:147.

[11] Al-Nawawī, Yaḥyā ibn Sharaf. *Sharḥ Ṣaḥīḥ Muslim*. Damascus: Dār al-Fikr, 1401 AH, 1:56.

[12] Al-Qushīrī, Muslim ibn Ḥajjāj. *Ṣaḥīḥ Muslim*. Nishāpūr: Dār al-Khilāfā Al-ʻIlmīya, 1330 AH, 1:2722.

[13] Ibn Ḥajar al-ʻAsqalānī. *Fatḥ al-Bārī Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*. Riyadh: Dār al-Salām, 1421 AH, 3:289.

سماجی پروگرامز: غریب بچوں کی تعلیم، صحت کے کیمپس، اور دیگر فلاحی سرگرمیوں کے لیے مشترکہ کوششیں کی جاسکتی ہیں۔[14]

6. اخلاقی تربیت اور رواداری

مساجد میں اخلاقی تربیت کے پروگرامز کے ذریعے لوگوں کو رواداری، صبر، اور دوسروں کے عقائد کا احترام کرنے کی تعلیم دی جاسکتی ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا اسوہ حسنہ اس سلسلے میں بہترین رہنما ہے، جنہوں نے مختلف مذاہب اور مسالک کے افراد کے ساتھ حسن سلوک کا مظاہرہ کیا۔[15] مساجد میں اسوہ حسنہ پر لیکچرز اور ورکشاپس منعقد کی جاسکتی ہیں۔

7. امن وامان کی فضا

مساجد سے امن و امان اور رواداری کا پیغام پھیلایا جاسکتا ہے۔ خطباء اور ائمہ اپنے خطبات میں فرقہ وارانہ تشدد کے خلاف آواز اٹھاسکتے ہیں اور لوگوں کو اتحاد کی تلقین کرسکتے ہیں۔ یہ پیغامات معاشرے میں نفرت اور تقسیم کے بجائے محبت اور ہم آہنگی کو فروغ دیتے ہیں۔[16]

عملی اقدامات

بین المسالک ہم آہنگی کے لیے مساجد کے کردار کو مؤثر بنانے کے لیے درج ذیل اقدامات کیے جاسکتے ہیں:

* مشترکہ تقریبات کا انعقاد: عیدین، محرم، یا دیگر دینی مواقع پر مشترکہ پروگرامز منعقد کیے جائیں۔
* علماء کی تربیت: ائمہ اور خطباء کو بین المسالک مکالمے اور رواداری کی تربیت دی جائے۔
* کمیونٹی سینٹرز: مساجد کو کمیونٹی سینٹرز کے طور پر فعال کیا جائے جہاں مختلف مسالک کے افراد مل کر سماجی مسائل پر کام کریں۔
* نوجوانوں کی شمولیت: نوجوانوں کو مساجد کی سرگرمیوں میں شامل کیا جائے تاکہ وہ رواداری اور اتحاد کے جذبے سے آشنا ہوں۔
* میڈیا کا استعمال: مساجد سے رواداری کے پیغامات کو سوشل میڈیا اور دیگر ذرائع ابلاغ کے ذریعے پھیلایا جائے۔

مساجد بین المسالک ہم آہنگی اور رواداری کے فروغ میں ایک کلیدی کردار ادا کرسکتی ہیں۔ یہ وہ مقامات ہیں جہاں لوگ اللہ کے سامنے جھکتے ہیں، ایک دوسرے سے ملتے ہیں، اور معاشرتی مسائل کے حل کے لیے مل کر کام کرتے ہیں۔ اگر مساجد کو صحیح معنوں میں ایک فعال پلیٹ فارم کے طور پر استعمال کیا جائے، تو وہ نہ صرف مسلکی اختلافات کو کم کرسکتی ہیں بلکہ ایک مثالی اور ہم آہنگ معاشرے کی تشکیل میں بھی اہم کردار ادا کرسکتی ہیں۔ اس کے لیے ہر فرد، بالخصوص مساجد کے منتظمین اور ائمہ، کو اپنی ذمہ داریاں پوری کرنی ہوں گی تاکہ مساجد اپنا تاریخی کردار دوبارہ ادا کرسکیں۔

مبحث سوم: بین المسالک ہم آہنگی ورواداری کے فروغ میں علماء کا مؤثر کردار

بین المسالک ہم آہنگی اور رواداری کے فروغ میں علماء کرام کا کردار اسلامی تاریخ سے لے کر عصر حاضر تک کلیدی اہمیت کا حامل رہا ہے۔ علماء نہ صرف دینی علوم کے محافظ ہوتے ہیں بلکہ وہ معاشرے میں اتحاد، رواداری، اور باہمی احترام کے پیغام کو فروغ دینے کی ذمہ داری بھی نبھاتے ہیں۔ پاکستان جیسے ملک میں، جہاں بریلوی، دیوبندی، اہل حدیث، اور شیعہ فرقوں کے درمیان مسلکی اختلافات موجود ہیں، علماء کا کردار ان اختلافات کو

---

[14] Al-Ghazālī, Abū Ḥāmid. *Iḥyā' 'Ulūmiddīn*. Cairo: Dār al-Salām, 1422 AH, 2:345.

[15] Al-Qurtubī, Muḥammad ibn Aḥmad. *Al-Jāmi' li-Aḥkām al-Qur'ān*. Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmīyah, 1420 AH, 9:45.

[16] Al-Suyūṭī, Jalāl al-Dīn. *Al-Jāmi' al-Ṣaghīr*. Damascus: Dār al-Fikr, 1403 AH, 1:234.

کم کرنے اور قرآن و سنت کی روشنی میں اتحاد کو فروغ دینے میں نہایت اہم ہے۔ ذیل میں اس موضوع پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے، جس میں تاریخی اور موجودہ تناظر کے ساتھ علماء کے کردار پر بحث کی گئی ہے۔

1. تاریخی تناظر میں علماء کا کردار

تاریخ اسلام گواہ ہے کہ ائمہ، فقہاء، اور مفسرین کے درمیان متعدد مسائل پر اختلافات موجود تھے، لیکن انہوں نے باہمی احترام، محبت، اور خیر خواہی کے جذبے کو برقرار رکھا۔ مثال کے طور پر:

امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ: ان دونوں عظیم ائمہ کے درمیان فقہی مسائل پر اختلافات تھے، لیکن انہوں نے ایک دوسرے کے علم و تقویٰ کا احترام کیا۔ امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے: "اذا صح الحديث فهو مذهبي" (جب صحیح حدیث ہو تو وہی میرا طریقہ ہے)، جو ان کی رواداری اور حدیث کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔[17]

امام ابو الحسن اشعریؒ اور امام ابو منصور ماتریدیؒ: عقائد کے مسائل پر ان کے درمیان اختلافات تھے، لیکن دونوں نے قرآن و سنت کے دائرے میں رہتے ہوئے اتحاد کو برقرار رکھا۔[18]

قرآن کریم نے بھی اختلافات کے حل کے لیے واضح ہدایت دی ہے:

فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ [19]

ترجمہ: "اگر تمہارے درمیان کسی چیز میں جھگڑا پڑ جائے تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹاؤ۔"

اسی طرح، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا: كِتَابَ اللَّهِ وَسُنَّةَ رَسُولِهِ [20]

ترجمہ: "میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، تم ہرگز گمراہ نہیں ہوگے جب تک انہیں مضبوطی سے پکڑے رکھوگے: اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت۔"

ان احکامات کی روشنی میں، علماء نے ہمیشہ اختلافات کو قرآن و سنت کی طرف رجوع کر کے حل کرنے کی کوشش کی، جو رواداری اور اتحاد کی بنیاد ہے۔

2. عصر حاضر میں علماء کا کردار

عصر حاضر میں، جبکہ فرقہ وارانہ اختلافات کی وجہ سے مسلم امہ کو شدید نقصان پہنچ رہا ہے، علماء پر بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ بین المسالک ہم آہنگی کو فروغ دیں۔ پاکستان میں بریلوی، دیوبندی، اہل حدیث، اور شیعہ فرقوں کے درمیان اختلافات بعض اوقات شدت اختیار کر جاتے ہیں، جو اسلام کے عالمگیر پیغام کے لیے نقصان دہ ہیں۔ علماء اس صورتحال کو بہتر بنانے کے لیے درج ذیل کردار ادا کر سکتے ہیں:

---

[17] Ibn ʿAbd al-Barr, Yūsuf ibn ʿAbd Allāh. *Al-Intiqāʾ fī Faḍāʾil al-Aʾimmah al-Thalāthah al-Fuqahāʾ* (Beirut: Dār al-Maʿrifah, n.d.), 145.

[18] Al-Kawtharī, Muḥammad Zāhid. *Taʾnīb al-Khaṭīb ʿalā Mā Saqqahu fī Tarjamat Abī Ḥanīfah min al-Takdhīb* (Beirut: Dār al-Murtaḍā, 2005), 62–63.

[19] Al-Nisāʾ 4:59

[20] Al-Ḥākim al-Naysābūrī. *Al-Mustadrak ʿala al-Ṣaḥīḥayn*. Hyderabad: Dāʾirat al-Maʿārif al-ʿUthmāniyyah, 1334 AH, 1:93.

2.1 خطبات اور وعظ کے ذریعے رواداری کا پیغام

علماء اپنے خطبات اور وعظ میں اتحاد، محبت، اور رواداری کے پیغامات کو فروغ دے سکتے ہیں۔ جمعہ کے خطبات، دینی مجالس، اور دیگر مواقع پر وہ لوگوں کو قرآن وسنت کی طرف رجوع کرنے کی تلقین کر سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر، علماء یہ واضح کر سکتے ہیں کہ مسلکی اختلافات ثانوی نوعیت کے ہیں، جبکہ ایمان، توحید، اور رسالت جیسے بنیادی عقائد تمام مسالک میں مشترک ہیں۔

2.2 بین المسالک مکالمہ

علماء مختلف مسالک کے درمیان مکالمے کے پلیٹ فارم تشکیل دے سکتے ہیں۔ مشترکہ دینی پروگرامز، مذاکرے، اور ورکشاپس کے ذریعے وہ باہمی افہام و تفہیم کو فروغ دے سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر، عیدین جیسے مواقع پر مشترکہ تقریبات کا اہتمام کیا جا سکتا ہے، جہاں مختلف مسالک کے علماء ایک دوسرے کے عقائد کا احترام کرتے ہوئے خطاب کریں۔

2.3 تعلیمی اصلاحات

علماء دینی مدارس اور مساجد میں تعلیمی نصاب کو اس طرح ترتیب دے سکتے ہیں کہ طلبہ کو دوسرے مسالک کے عقائد اور نظریات کی بنیادی سمجھ دی جائے۔ اس سے تعصبات اور غلط فہمیوں کو کم کرنے میں مدد ملے گی۔ مثال کے طور پر، دینی مدارس میں **سیرت النبی** اور **اصول فقہ** کے کورسز میں دوسرے مسالک کے نقطہ نظر کو بھی شامل کیا جا سکتا ہے۔

2.4 سماجی مسائل کے حل میں تعاون

علماء مختلف مسالک کے افراد کو سماجی مسائل، جیسے کہ غربت، تعلیمی پسماندگی، اور صحت کے مسائل، کے حل کے لیے مشترکہ پلیٹ فارم پر اکٹھا کر سکتے ہیں۔ جب مختلف مسالک کے لوگ مل کر خیر کے کاموں میں حصہ لیں گے، تو ان کے درمیان باہمی اعتماد اور رواداری بڑھے گی۔ مثال کے طور پر، زکوٰۃ اور صدقات کے فنڈز کے ذریعے تمام مسالک کے ضرورت مند افراد کی مدد کی جا سکتی ہے۔

2.5 فرقہ وارانہ تشدد کے خلاف آواز

علماء کو فرقہ وارانہ تشدد اور نفرت کے خلاف واضح آواز اٹھانی چاہیے۔ وہ اپنے خطبات اور تحریروں میں اس بات پر زور دے سکتے ہیں کہ اسلام امن، محبت، اور رواداری کا دین ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا اسوہ حسنہ اس سلسلے میں بہترین رہنما ہے، جنہوں نے غیر مسلموں اور مختلف عقائد کے لوگوں کے ساتھ بھی حسن سلوک کا مظاہرہ کیا۔[21]

3. علماء کی تحریروں اور کتب کا کردار

عصر حاضر کے جید علماء نے بین المسالک ہم آہنگی کے موضوع پر اہم کتب تحریر کی ہیں، جو اس سلسلے میں رہنما اصول فراہم کرتی ہیں۔ ان میں سے چند اہم کتب درج ذیل ہیں:

فضل احمد غزنویؒ کی **شیعہ سنی اتحاد**، جو شیعہ اور سنی مسالک کے درمیان اتحاد کے لیے عملی اقدامات پر زور دیتی ہے۔[22]

---

[21] Khān, Muḥammad Ṭāhir, *Madhāhib ke Darmiyān Rawādārī aur Mukālma: ʿUlamāʾ ke Kirdār kā Jāʾiza* (Lahore: Markazī Maktabah Islāmī, 2018), 1: 112–130.

[22] Ghaznawī, Faḍl Aḥmad. *Shīʿah-Sunnī Ittiḥād* (Lahore: Idārah Maʿārif-e-Islāmiyyah, 1992), 45–60.

علامہ عبد الستار خان نیازی کی **اتحاد بین المسلمین وقت کی اہم ضرورت ہے**، جس میں مسلم امہ کے اتحاد کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے مقدمے میں سلیم تابانی نے اس کے مقصد پر روشنی ڈالی ہے۔[23]

مفتی محمد شفیعؒ کی **وحدت امت**، جو مسلم امہ کے اتحاد کے لیے قرآن و سنت کی روشنی میں رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ اس کے مقدمے میں کتاب کے مقاصد کا مختصر تعارف پیش کیا گیا ہے۔[24]

ان کتب نے نہ صرف مسلکی اختلافات کو کم کرنے کی کوشش کی بلکہ علماء اور عوام کو اتحاد کی اہمیت سے آگاہ بھی کیا۔

4. عملی اقدامات

بین المسالک ہم آہنگی کے لیے علماء کے کردار کو مؤثر بنانے کے لیے درج ذیل عملی اقدامات کیے جاسکتے ہیں:

* مشترکہ پلیٹ فارمز کا قیام: علماء مختلف مسالک کے درمیان مشترکہ پلیٹ فارمز، جیسے کہ علماء بورڈز یا دینی کانفرنسیں، تشکیل دیں۔
* تربیت اور ورکشاپس: علماء کے لیے بین المسالک مکالمے اور رواداری کی تربیت کے پروگرامز کا اہتمام کیا جائے۔
* میڈیا کا استعمال: علماء سوشل میڈیا اور دیگر ذرائع ابلاغ کے ذریعے رواداری اور اتحاد کا پیغام پھیلائیں۔
* نوجوان علماء کی شمولیت: نئے علماء کو اتحاد اور رواداری کے جذبے سے تربیت دی جائے تاکہ وہ مستقبل میں اس مشن کو آگے بڑھائیں۔
* دینی نصاب میں اصلاحات: دینی مدارس کے نصاب میں دوسرے مسالک کے عقائد کی بنیادی سمجھ کو شامل کیا جائے۔

بین المسالک ہم آہنگی اور رواداری کے فروغ میں علماء کا کردار نہایت اہم ہے۔ تاریخ اسلام سے لے کر عصر حاضر تک، علماء نے قرآن و سنت کی روشنی میں اختلافات کو کم کرنے اور اتحاد کو فروغ دینے کی کوشش کی ہے۔ آج کے دور میں، جبکہ فرقہ وارانہ اختلافات مسلم امہ کے لیے ایک بڑا چیلنج ہیں، علماء کو اپنی ذمہ داریوں کو سنجیدگی سے لینا ہوگا۔ وہ اپنے خطبات، تحریروں، اور عملی اقدامات کے ذریعے لوگوں کو قرآن و سنت کی طرف رجوع کرنے کی تلقین کرسکتے ہیں، تاکہ مسلکی اختلافات ختم ہوں اور ایک متحد اور ہم آہنگ معاشرہ تشکیل پاسکے۔

خلاصہ کلام

اس تجزیاتی مطالعے سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ بین المسالک ہم آہنگی اور رواداری کے فروغ میں مکالمہ، مساجد، اور علمائے کرام کا کردار کلیدی اہمیت کا حامل ہے۔ جب دینی قیادت باہمی احترام، افہام و تفہیم اور اتحاد کی تعلیم دے تو فرقہ واریت، شدت پسندی اور باہمی نفرت کا خاتمہ ممکن ہو جاتا ہے۔ مکالمہ مختلف مکاتب فکر کے درمیان غلط فہمیوں کو دور کرنے اور مشترکہ بنیادوں پر باہمی تعاون کو فروغ دینے کا مؤثر ذریعہ ہے۔ مساجد اور دینی مدارس کو اگر وحدت اُمت کے مراکز بنایا جائے تو یہ معاشرتی استحکام میں بنیادی کردار ادا کرسکتے ہیں۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ علماء، ریاستی ادارے، اور سول سوسائٹی باہم اشتراک عمل سے ایسی پالیسی ترتیب دیں جو بین المسالک ہم آہنگی کو یقینی بنائے۔ یہ ہم آہنگی قومی وحدت اور پرامن معاشرے کے قیام کے لیے ناگزیر ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography / کتابیات

* Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl. *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*. Cairo: Dār al-Shaʿb, 1400 AH.
* Al-Ghazālī, Abū Ḥāmid. *Iḥyāʾ ʿUlūmiddīn*. Cairo: Dār al-Salām, 1422 AH.

[23] Niyāzī, ʿAbd al-Sattār Khān. *Ittiḥād Bayn al-Muslimīn: Waqt kī Aham Ẓarūrat*. Muqaddima by Salīm Tābānī. Lahore: Maktabah Nabaviyyah, 2005, 22.

[24] Muftī Muḥammad Shafīʿ, *Wahdat-i Ummat* (Karachi: Maktabah Dār al-ʿUlūm, 2004), 1:15.

* Al-Ḥākim al-Naysābūrī. *Al-Mustadrak ʿala al-Ṣaḥīḥayn*. Hyderabad: Dāʾirat al-Maʿārif al-ʿUthmāniyyah, 1334 AH.
* Al-Nawawī, Yaḥyā ibn Sharaf. *Sharḥ Ṣaḥīḥ Muslim*. Damascus: Dār al-Fikr, 1401 AH.
* Al-Qur'ān. *Al-Qur'ān al-Karīm*. Makkah: King Fahd Complex for the Printing of the Holy Qur'ān, 1420 AH.
* Al-Qurtubī, Muḥammad ibn Aḥmad. *Al-Jāmi' li-Aḥkām al-Qur'ān*. Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmīyah, 1420 AH.
* Al-Qushīrī, Muslim ibn Ḥajjāj. *Ṣaḥīḥ Muslim*. Nishāpūr: Dār al-Khilāfā Al-'Ilmīya, 1330 AH.
* Al-Suyūṭī, Jalāl al-Dīn. *Al-Jāmi' al-Ṣaghīr*. Damascus: Dār al-Fikr, 1403 AH.
* Al-Tirmidhī, Abū 'Īsā Muḥammad. *Jāmi' Tirmidhī*. Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmīyah, 1419 AH.
* Ghaznawī, Faḍl Aḥmad. *Shī'a Sunnī Ittiḥād*. Lahore: Idārah Maʿārif-e-Islāmiyyah, 1992.
* Ibn ʿAbd al-Barr, Yūsuf ibn ʿAbd Allāh. *Al-Intiqāʾ fī Faḍāʾil al-Aʾimmah al-Thalāthah al-Fuqahāʾ*. Beirut: Dār al-Maʿrifah, 2000 CE.
* Ibn Ḥajar al-'Asqalānī. *Fatḥ al-Bārī Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*. Riyadh: Dār al-Salām, 1421 AH.
* Ibn Hishām, 'Abd al-Malik. *As-Sīrah an-Nabawiyyah*. Beirut: Dār al-Jīl, 1411 AH.
* Kh̲ān, Muḥammad Ṭāhir. *Madhāhib ke Darmiyān Rawādārī aur Mukālma: ʿUlamāʾ ke Kirdār kā Jāʾiza*. Lahore: Markazī Maktabah Islāmī, 2018.
* Al-Kawtharī, Muḥammad Zāhid. *Taʾnīb al-Khaṭīb ʿalā Mā Saqqahu fī Tarjamat Abī Ḥanīfah min al-Takdhīb*. Beirut: Dār al-Murtaḍā, 2005.
* Niyāzī, ʿAbd al-Sattār Kh redact
* Khān. *Ittiḥād Bayn al-Muslimīn: Waqt kī Aham Ẓarūrat*. Muqaddima by Salīm Tābānī. Lahore: Maktaba Nabaviyyah, 2005.
* Shafī', Muḥammad, Muftī. *Waḥdat-i Ummat*. Karachi: Maktabah Dār al-ʿUlūm, 2004.